باب۔۲

تمہید

فص شیثیہ

فقیر مترجم قارئین کرام سے عرض کرتا ہے کہ اس مقام میں شیخ عربیؒ نے جو مسائل بیان کیے ہیں کچھ ایسے انداز سے ہیں کہ لوگ یا تو غلط طور پر مان کر ورطۂ جہالت (یعنی نادانی کے بھنور) میں پڑ جاتے ہیں یا ان امور کا مصداق خود کو ظاہر کر کے لوگوں کو حفیض ضلالت (گمراہی کے گڑھے) میں گرادیتے ہیں۔ یا شیخؒ پر زبانِ طعن و تشنیع کھول کر خود اپنا نقصان کر لیتے ہیں۔ بہر حال یہ بڑا پریشان کن مقام ہے۔ فصوص کے اس مقام کا ترجمہ کرنے سے پہلے چند تحقیقات لکھ دیتا ہوں، اور بعض الفاظ و اصطلاحات کی تشریح بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

نبی: اِس لفظ کے لغوی معنیٰ خبر دینے والے یا خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اس معنیٰ کے لحاظ سے ہر قاصد، ہر عالم، ہر مجتہد حتیٰ کہ ہر استدراج والا (یعنی ایسا بے دین جو غلط ارداے بھی رکھے) جیسے سطیح مسیلمہ وغیرہ، جس کو قبل از وقت کچھ نہ کچھ معلوم ہو جائے، لغوی نبی ہے۔ بنابراں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم، دوسرے اولیا (اور) صاحبِ الہام، سب نبی کہلاسکتے ہیں۔ اور جب نبی کے معنیٰ خبر رکھنے والے کے ہیں تو جانوروں کو بھی کچھ نہ کچھ القا ہوتا ہے۔ غرض کہ نبی کا لغوی مفہوم بہت وسیع ہے۔۔۔ دوسرے، نبی کے شرعی اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ نبی، خدا کا وہ معصوم بندہ ہے جو حاحبِ وحی ہے۔ اس شرعی معنیٰ کے لحاظ سے معصوم، صاحبِ وحی کے سوائے کوئی نبی نہیں۔ ایک لفظ کے دو معنیٰ ہونے کی وجہ سے لوگ اس طرح مغالطہ دیتے ہیں کہ ابتداً لغوی معنی کے حساب سے اپنے کو نبی کہتے ہیں۔ (جب) لوگ اس کو گوارا کرلیں تو پھر اپنے کو بُروزی نبی کہتے ہیں۔ پھر دعوے میں ترقی کرتے ہیں تو اصطلاحی نبی بن بیٹھتے ہیں۔ حتیٰ کہ انبیا سے بھی افضلیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اُن مسلمانوں کو جو اِن کے دعاوی تسلیم نہیں کرتے 'کافر' کہتے ہیں۔ حالاں کہ ایسے دعاوی کی وجہ سے خود وہ کفر پر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔

Sadiqui Publications

بُروز: اس کی تحقیق یہ ہے کہ اولیا میں سے بعض کی فطرت کسی خاص نبی کی فطرت سے مشابہ ہوتی ہے۔ ہر چند کہ اولیاے کرام کو انبیاے عظام کے کمالات کی سیر کرائی جاتی ہے اور اولیا، انبیا کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ یوں کہو کہ انبیا کے کمالات کا پرتَو (یا عکس) ان پر پڑتا ہے، یا یوں کہو کہ انبیا کی صفاتِ خاصّہ ان میں سے ظہور و بُروز کرتی ہیں۔ مگر تکمیلِ سیر کے بعد، ہر ایک اپنی فطری مناسبت کے لحاظ سے اصلی مقام پر رہتا ہے۔ مثلاً حمیّتِ دین والا ولی۔ نوحی المشرب، تحتِ قدم نوح، مظہر نوح یا بُروز نوح کہلاتا ہے، اور رضا و تسلیم والا ابراہیمی المشرب، اور عشق و محبت والا موسوی المشرب، اور وحدت و فنائیت والا عیسوی المشرب، اور عبدیت والا جو سب کو جامع ہے، محمدی المشرب کہلاتا ہے۔ بعض دفعہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں ولی ہیں۔ فلاں نبی کا بُروز ہوا ہے، جیسے قمر میں شمس کا بُروز ہوتا ہے۔ الغرض، نبی اصل، اور ولی اس کی نقل ہوتا ہے۔ انبیا کی اصل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی صحابی، کوئی امام، کوئی ولی کسی نبی سے بڑھ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کسی نبی یا صحابی یا ولی کو نبی اکرمؐ پر ترجیح دینا کفر ہے۔ آپؐ کے برابر سمجھنا بھی کفر ہے۔ انبیا کی تحقیر بھی کفر ہے۔ اولیاء اللہ کو بُرا بھلا کہنا حق تعالیٰ کے اعلانِ جنگ کے لیے تیار ہونا ہے۔ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء، (اے اللہ ہمیں تمام بلاؤں سے محفوظ رکھنا)۔

ولی: اس کے معنی مقرب الی اللہ کے ہیں۔ بعض اہلِ بدع، ولی کے معنیٰ اولیٰ بالتّصرف کے لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ جو چاہیں کریں۔ جس امر کو چاہیں حلال کریں اور جس کو چاہیں حرام کر دیں۔ دینِ محمدیؐ نا قابل نسخ ہے۔ حرام و حلال کا حکم اللہ دیتا ہے۔ پیغمبر اُس کے معلم ہیں۔ حلال و حرام کے سوا جو چیزیں ہیں وہ قابلِ اجتہاد ہیں۔ اجتہاد سے جو چیز معلوم ہو وہ ظنّی (اور) غیر قطعی ہوتی ہے۔ اس کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ غرض کہ محلل اور محرم (یعنی حلال و حرام کا فیصلہ کرنے والا صرف) اللہ ہے۔ نہ رسول، نہ ولی، نہ امام۔ لہٰذا ولی بمعنیٰ محلل و محرم، خدا کے سوا کوئی نہیں۔ ہاں اس کے معرف و معلم انبیا و ائمہ ہیں۔

رسول و مرسل: اس کے معنیٰ لغت میں فرستادہ و قاصد کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں نبیِ با کتاب کے ہیں۔ بعض دفعہ اہلِ تصوف، جانبِ قربِ الٰہی کو ولایت، اور جانبِ امت کو رسالت کہتے ہیں۔ لہٰذا ہر نبی یا رسول میں دو جانب ہوتے ہیں۔ (۱) جانبِ اخذ و جانبِ تبلیغ، (جو) تاحیاتِ دنیا رہتی ہے، اور (۲) جانبِ قربِ حق، (جو) دائمی ہے۔ لہٰذا نبی کی جانبِ قرب (الٰہی)، نبی کی جانبِ تبلیغ سے اعلیٰ ہے۔ یہ معنیٰ ہیں الولایۃ افضل من النبوۃ کے۔ اس کے معنیٰ ہرگز یہ نہیں ہیں کہ پیغمبر کی رسالت سے ولیِ تابع کی ولایت افضل ہے۔ پیغمبر کے کمالات ذاتی ہوتے ہیں۔ (اور) ولیِ تابع کے کمالات بالعرض بتوسط پرتو کمالاتِ نبیِ متبوع (ہوتے ہیں)۔

Siddiqui Publications

یہ بات بھی یاد رکھو کہ کبھی ولی کہتے ہیں اور اس سے مراد انبیا و دیگر مقربین لیتے ہیں۔ اس وقت ولی کا لفظ نبی سے عام ہوتا ہے۔ کبھی ولی کا لفظ کہتے ہیں نبی کے ساتھ۔ مثلاً انبیا و اولیا۔ تو اس وقت ولی کا لفظ ائمہ ہدیٰ و دیگر مقربین پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ اولیا کا لفظ اصحاب و ائمہ کے مقابل کہا جاتا ہے۔ اس وقت اس لفظ سے انبیا و اصحاب و ائمہ نکل جاتے ہیں۔

ایک اور لفظ ہے جو بحث طلب ہے، اور وہ لفظ 'خاتم' ہے۔ خاتم بفتح تا (ت پر زبر کے ساتھ، بمعنیٰ) مہر۔ جس سے کسی شئ کو ختم اور تمام کرتے ہیں۔ جب مہر کر دی جاتی ہے تو اس کے بعد کوئی عبارت نہ داخل ہوسکتی ہے نہ خارج۔ خاتم بکسر تا (ت کے نیچے زیر کے ساتھ، بمعنیٰ) ختم کرنے والا، تمام کرنے والا۔ شرع میں خاتَم اور خاتِم کے لفظ جب مستعمل ہوتے ہیں تو "آخر" ہی کے معنیٰ (ہوتے) ہیں۔ جس کے بعد پھر کوئی نہ ہو۔ بعد کو بعض حضرات نے بطور اعتبار کے خاتم کے معنیٰ اعلیٰ و ارفع لیے۔ جس کے مرتبے میں کوئی اس کا ہمسر نہ ہو۔ قرآن شریف یا حدیث شریف میں خاتم کے معنیٰ محض اعلیٰ کے لینا درست نہیں۔ کیوں کہ اُس زمانے کے محاورے کے خلاف ہیں۔ بلکہ اس کے معنیٰ ہیں آخر کے۔ جس کے بعد نہ اعلیٰ، نہ مساوی، نہ ادنیٰ ۔۔۔ کوئی نہیں۔ اعتبار کے طور پر یا اصطلاحِ جدید کے طور پر خاتم کے معنی اعلیٰ لیں تو دوسری بات ہے۔ مگر اس اصطلاح پر احکام شرعی مرتب نہیں ہوتے۔ پس واضح ہو گیا کہ خاتم الانبیا کے معنیٰ کیا ہیں۔ عرف زمانۂ رسالت میں خاتم الانبیا سے مراد وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ ہاں اگر پہلے سے نبی ہو تو ہو۔ کوئی جدید نبی نہ ہو۔ پس خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم زبانِ شرع و محاورۂ زمانہ رسالت کے لحاظ سے آخر الانبیا ہیں۔ اور جدید اصطلاح کے اعتبار سے بھی افضل الانبیا ہونا مسلّم (یعنی طے شدہ) ہے۔

اب ' خاتم الاولیا' کو لیجیے ۔۔۔ اول تو قرآن و حدیث میں لفظ خاتم الاولیا کی کوئی سند نہیں۔ اور اگر خاتم الانبیا پر قیاس کر کے خاتم الاولیا کے معنیٰ پیدا کیے جائیں تو خاتم الاولیا بمعنیٰ آخر الاولیا یعنی وہ ولی جس کے بعد کوئی ولی نہ ہو (ہو گا)۔ یہ لفظ اس شخص پر صادق آئے گا جو قربِ قیامت میں ہو گا، اور اس کے بعد کوئی ولی نہ ہو گا۔ اصطلاحِ جدید کے لحاظ سے اعلیٰ درجے کا ولی و مقربِ الٰہی مراد لیجیے تو اس کا مصداق (یا مراد) صرف صاحبِ مقام محمود، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لیے کہ ان سے زیادہ خدائے تعالیٰ کا کوئی مقرب نہیں۔

ان محاورات و اصطلاحات کے نہ سمجھنے اور بات سے بات ملانے میں حیرت و پریشانی لاحق ہوتی ہے اور اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ (یہاں تک کہ) گمراہی کی نوبت آتی ہے۔

هُوَ

الْأَوَّلُ

وَالْآخِرُ

وَالظَّاهِرُ

وَالْبَاطِنُ

Siddiqui Publications